۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقشِ آغاز

علماء کرام اور فضلاء مدارس
مستقبل کی ذمہ داریاں اور فرائض

> دار العلوم کے تعلیمی سال کی اختتامی تقریب ختم بخاری شریف منعقدہ ۲۳ ر رجب ۱۴۰۹ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۸۹ء دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا خطاب، جس میں علماء و فضلاء مدارس عربیہ کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی۔ شوال المکرم تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے، اس مناسبت سے اس تقریر کو نقشِ آغاز میں شامل کر رہے ہیں۔ تقریب میں عالم عرب کے جیّد اور ممتاز علماء علامہ شیخ محمد محمود صواف اور علامہ شیخ عبدالمجید زندانی ارکان رابطہ عالم اسلامی سعودی عرب بھی موجود تھے۔
>
> (ادارہ)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم: قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم نضّر اللہ امرء سمع مقالتی فوعاھا ثم ادّاھا کما سمعھا۔ او کما قال

حضرات اساتذۂ کرام، علماء کرام، عزیز طلبہ اور بالخصوص دورۂ حدیث کے طلبہ! جو آج ہم سے جدا ہونے والے ہیں اور ایک عظیم ذمہ داری ان کے سپرد کی جانے والی ہے۔ ایک طرف تو خوشی اور مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام فتنوں، مصائب، دنیوی زیب و زینت، اور عیش پرستیوں اور دنیوی علوم اور مسائل سے کاٹ کر اپنے دین کے علوم کی تحصیل کے لیے منتخب فرمایا، لیکن دوسری طرف فکر ہے اس عظیم ذمہ داری کی فکر، جس کا احساس انسان کو ریزہ ریزہ کر سکتا ہے۔ آج وہ بڑا بوجھ آپ پر ڈال دیا گیا ہے جس کا حق کبھی ادا نہیں کیا جا سکتا۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (الآیۃ)

بے شک ہم نے وہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے گھبرا گئے جبکہ انسان نے اسے اٹھا لیا۔

آج کے دور میں اس ذمہ داری کے اصل کامل حاملین آپ دینی علوم کے حامل لوگ ہیں کہ آپ نے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امانت انسانوں پر پیش کی تو کسی نے کہا ہم انگریزی پڑھیں گے، کسی نے کہا سائنس پڑھیں گے، کسی نے کہا جج بنیں گے، کوئی دوکاندار اور کوئی کارخانے دار بننا چاہتا ہے لیکن آپ نے چاہا کہ ہم دین کے طالبعلم بن کر یہ امانت اٹھائیں گے، تو گویا اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے آپ کو منتخب فرمایا اور گویا تم ہی نے وہ امانتِ الٰہی قبول کر لی۔

محاذِ جنگ میں آپ کا پہلا قدم | آج اساتذہ نے تمہیں حدیث کی اجازت تو دے دی، لیکن یہ پھولوں کی مالا نہیں بلکہ کانٹوں کی سیج ہے ؎

مکتبِ عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اُس کو چھٹی نہ ملے جس کو سبق یاد رہا

تو جس نے عشق و محبت کی ذمہ داری سنبھالی اُس کی کبھی چھٹی نہیں۔ تم لوگوں نے بھی یہ امانت اٹھائی ہے تو انشاء اللہ اسے سنبھالنا ہوگا۔

میرے بھائیو! دارالعلوم حقانیہ کے طلباء اور فضلاء کا اپنی مادرِ علمی کے ساتھ والہانہ تعلق اور محبت و خدمت کے عجیب دور گذرے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ زندہ تھے اور بخاری شریف کا ختم ہوتا تھا تو ماتم کا سا سماں ہوتا تھا، فضلاء اور علماء کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں، چیخیں سنائی دیتی تھیں، طلبہ رویا کرتے تھے کہ ہماری آزادی اور بے فکری کا زمانہ گذر گیا جب ہم سے کسی چیز کی باز پُرس نہیں ہوتی تھی، اب تو ہم سے ڈیوٹی کا مطالبہ ہوگا۔

تو عزیز طلبہ! آج آپ دارالعلوم سے باہر نکل کر گویا محاذِ جنگ میں جا رہے ہیں، آپ اسلامی عساکر میں سے ایک عسکر ہیں، جسے محاذ اور مورچہ سنبھالنا ہے۔ یہاں آپ تربیت کے لیے آئے تھے اب آپ شدید اور عظیم امتحان کے لیے جا رہے ہیں۔ جہادِ افغانستان کا ایک مجاہد جس میدانِ کارزار میں جاتا ہے اُس سے سخت ترین میدانِ جنگ میں داخل ہو رہے ہو، وہاں ایک گورباچوف روسی سے واسطہ ہے یہاں ساری دنیا تمہارے سامنے آئے گی، تم سینکڑوں مورچوں میں گھرے ہوئے ہو۔ یہاں باہر روسی کمیونسٹ، سوشلسٹ، قادیانی، منکرینِ حدیث، مغرب زدہ اباحیین، ملک کا دینی تشخص ختم کرنے والے، گستاخانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے سب موجود ہیں، ہزاروں لوگ مورچوں میں تیر کمانوں پر چڑھائے ہوئے سوچتے ہیں کہ دارالعلوم کا طالبعلم فارغ ہو کر آئے گا اُس کے ساتھ کیسے نمٹیں گے۔ فارغ ہو کر اب ایسی سخت حالت تم پر آنے والی ہے، یہ خوشی کا موقع نہیں احساسِ ذمہ داری کا وقت ہے۔ اسی لیے تو حسّاس فضلاء روتے تھے اور آج بھی ایسوں کی آنکھیں پُرنم ہیں۔

دارالعلوم جو روحانی مادرِ علمی ہے، سے جدائی کا احساس ہوتا تھا، ایک جنون کی سی کیفیت ہوتی تھی، طلبہ دارالعلوم کی دیواروں سے لپٹ لپٹ کر روتے تھے، درختوں سے لپٹ کر روتے تھے، اساتذہ کے چہروں کو تکتے جاتے تھے اور دھاڑیں مارتے جاتے تھے، وہ محبت اور خلوص کا زمانہ تھا، وہ روحانی کیفیتوں کا زمانہ تھا۔ خدا تعالیٰ سب کو ایمانی اور روحانی دولتوں اور سچی اطاعت اور وفا کی دولتوں سے مالا مال فرمادے۔

دارالعلوم کی برکتیں ساتھ ہیں بہرحال دارالعلوم پھر بھی دارالعلوم ہے، آج انشاءاللہ تمہیں احساس ہوگا، بانیٔ دارالعلوم حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور اساتذہ کی توجہات اور فیوضات انشاءاللہ جاری و ساری رہیں گی۔ آج پہلی بار ہم محسوس کر رہے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کے ختم میں موجود نہیں، حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے پُرانوار چہرہ سے چالیس بیالیس سال تک اس مسندِ حدیث پر علماء، فضلاء اور مشتاقین و مخلصین مستفید ہوتے رہے، اور آج ہم اس سعادت سے محروم ہیں، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم اور دوسرے اکابر اساتذہ نے یہ خلا پُر کر دی ہے اور انشاءاللہ العزیز یہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا یہ باغ (دارالعلوم) قیامت تک یونہی قائم و دائم اور سرسبز و شاداب رہے گا، ان اساتذہ کی بہت سی برکات ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں محروم نہیں کرے گا۔

دُنیوی مشاغل اور سرکاری نوکریوں میں نہ کھونا اب جب آپ یہاں سے جائیں تو یہ فیصلہ کرکے جائیں کہ ہم نے خود کو دین کے لیے وقف کر دیا ہے۔ دُنیا فتنوں سے پُر ہے، پریشانیاں ہیں، آزمائشیں ہیں۔ یہ فکر کہ کیا کھائیں گے، کیا پیو گے، معاش کا کیا بنے گا؟ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ سکولوں اور کالجوں کی زینت بن جاؤ، ایسا نہ کریں، بلکہ جاتے ہی طے کرلو کہ میں دین کے لیے وقف ہو چکا ہوں۔ سرکاری نوکریوں سے اپنے آپ کو بے نیاز رکھنا، سرکاری مساجد اور سرکاری سکولوں کی ملازمت سے احتراز کرنا۔ آپ اللہ کے سپاہی ہیں، اگر آپ بھی یہی کہیں گے کہ کیا کھائیں اور کیا پیئیں گے، تو پھر تو تمہارے تحصیلِ علم کے چودہ سال دریابُرد ہوگئے۔ حیوانات اور پرند و چرند بھی یہ نہیں پوچھتے کہ کیا کھائیں گے! ان کا کتنا مضبوط عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دے گا، خداوند تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ کبھی ابتلاءات اور آزمائشیں لاتے ہیں، لیکن آپ عزم کرلیں کہ پندرہ سو اور دو ہزار کے عوض غفلت و نسیان اور بدعملی اور بھول جانے کی خاطر ہم نے علم حاصل نہیں کیا ہے۔

تدریس کی اہمیت آنے والے ابتلاءات کے لیے چوکنے رہیں۔ آزمائشیں ہوں گی، چند دن عسرت بھی ہوگی، لیکن آپ دین کے کام اور دین کی خدمت میں خود کو پابند کرلیں، جہاد اور دعوت الی اللہ میں لگے رہیں۔ یہ نہ سوچنا کہ تدریس تو کمروں گا تنخواہ کتنی ملے گی۔ تنخواہ نہ بھی ملے تو بھی تدریس کرتے رہیں، کوئی بلائے تو کہہ دیں کہ مفت میں بھی ہم تدریس کریں گے۔ سال دو سال گذار دینا، آزمائے بغیر آسمان سے رحمتیں یکدم نہیں آتیں۔

بس تھوڑا سا امتحان ہوگا، بلکہ اگر گنجائش ہو تو یہ کہہ دو کہ میں خود پانچسو روپے دوں گا لیکن مجھے مدرس رکھ لینا تنخواہ نہ بھی اپنی طرف سے دیں۔

علمی پختگی کے لیے حضرت شیخ الحدیثؒ کو آئیڈیل بنالو

ہمارے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دارالعلوم دیوبند سے تشریف لائے تو ہمارے دادا مرحوم طلبہ کو بڑی محنت کرکے اکٹھے بٹھاتے، جیب سے رقم دیتے تھے، روٹی سب کو گھر سے کھلاتے تھے، سات آٹھ سال تک حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ مسجد قدیم میں درس دیتے رہے اور تمام اخراجات دادا مرحوم گھر سے پورا کرتے تھے تاکہ تدریس کا کام چل پڑے ـــ لیکن آج کے سادہ فارغ التحصیل حضرات کہہ دیتے ہیں کہ اتنی تنخواہ تو فلاں کی ہے اتنی فلاں کی۔ خدا کے بندے ابھی تک تو تم طالبعلم ہو، حصولِ علم کا وقت تو ابھی شروع ہوا ہے، اپنے کو علامہ نہ سمجھنا، آج تک آپ طالبعلم کی شکل میں رہے آج تو مدرس کی شکل میں حقیقی طور پر سیکھنا ہے ـــ ابتدائی چند سال تک تو میری نصیحت یہی ہے کہ دوسرے چکروں میں نہ پھنسیں، ایک دو سال تک تدریس میں محو ہو جائیں، اسی کے لیے خود کو وقف کردیں، سیاست بازی، جتھے بندی اور لایعنی امور سب چھوڑ دیں۔ سیاست بھی خدمتِ دین ہے لیکن ہمیں مدرسین کی سخت ضرورت ہے، بہت قحط الرجال کا زمانہ ہے اگر تم سکولوں، اماموں اور سیاست کے گردابوں میں پھنس گئے تو یہ علم جو حاصل کر چکے ہو یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ علم نہیں یہ تو سلیٹ پر کچا سا نقش ہے، معمولی سی ہوا آئی اور یہ اڑ گیا۔

بس اپنے آپ پر یہ لازم کرلو کہ میں نے تدریس شروع کرنی ہے چاہے مسجد میں ہو، چاہے چھوٹے مدرسے میں ہو، شہرتوں کی تلاش میں نہ پھریں، شہرت کے لیے بڑی مدت چاہیئے جو مطلوب و محمود بھی نہیں۔ یہ بھروسہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں روزی دے گا۔ پکا فیصلہ کرلو کہ اے اللہ! تیرے دین کی اشاعت اور ترویج میں تذبذب نہیں کریں گے، نہ ڈریں گے نہ بکیں گے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے بڑے بڑے جرنیلوں بادشاہوں اور سرداروں کے سامنے بھی کلمۂ حق کہنے سے گریز نہیں کریں گے۔

"حکمت" سے کام لو لیکن جیسا کہ حضرت مفتی صاحب (مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہٗ) نے فرمایا "حکمتِ عملی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا"۔ ہیرو بننے کی کوشش نہ کرنا، اگر کسی دوسرے عالم کی کہیں پذیرائی اور اثر و رسوخ ہے اور تم ایک معمولی سی حیثیت کے ساتھ کسی نئے فتویٰ کا دھماکہ کردو تو وہ شخص فوراً لاٹھی لے کر تمہیں بھگا دے گا۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں تو حقانیہ کا فاضل ہوں۔ لوگ اُس کے پہلے سے معتقد ہوں گے، اُس کا اپنا حلقۂ اثر ہوگا۔ بلکہ حکمتِ عملی، سیاست اور تدبر سے کام لینا ہر جگہ لاٹھی لے کر نہ جانا کہ اس گاؤں میں یہ بدعت کیوں ہوتی ہے، یہ تو حرام ہے، یہ بدعت اور وہ قضائے عمری کیوں ہوتی ہے؟ لوگ کہیں گے جناب! تم کون ہو، آج آئے ہو

یہ بوڑھے بوڑھے علماء جو ہیں کیا علم ان کے پاس نہ تھا؟ نتیجہ یہ ہوگا کہ لاٹھی لے کر تمہیں بھگا دیں گے۔
یہاں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بدعات زبردست انقلاب، محنت، حکمتِ عملی اور صبر و تحمل کے ساتھ ختم کر دیں۔ یہاں رواجات ہوتے تھے، بدعتیں بھی تھیں، جہالت کا علاقہ تھا لیکن حضرتؒ کی بھی عجیب سی حکمتِ عملی تھی۔ حضرتؒ کی موجودگی میں جب دیوبند سے آئے تو یہاں پر پہلی قضائے عمری کا دن آیا۔ اس وقت اس گاؤں میں یہ پیر وغیرہ سب کچھ کیا کرتے تھے، علاقے پر ان کا اثر تھا۔ مجھے والدہ مرحومہ نے کہا کہ والد مرحوم جمعرات کے دن ہی ضروری کام کے بہانے پشاور چلے گئے، جمعہ تھا قضائے عمری کا ــــــ اگر قضائے عمری کی رسم کرواتے تو مسلک اور مشن کے خلاف تھا اور بدعت کے روادار نہیں تھے ــــــ اور اگر پہلے دن ہی لاٹھی اٹھا کر حرمت کا حکم لگاتے تو لوگ کہتے کہ یہ کیسے شخص سے واسطہ پڑا ہے آج آیا ہے اور مجتہد بن گیا ہے ــــــ اس طرح وہ سال قضائے عمری ادا کیے بغیر گذرا تو لوگوں کی نظروں میں اس کی اہمیت کم ہو گئی کہ حضرتؒ نے نہیں پڑھی۔ اور حضرتؒ نے بڑے تدبر کے ساتھ آخر کار یہ رسم ختم کر دی، کہ جب لوگوں کے قلوب پر چھا گئے تو جو کہتے لوگ اسی پر کاربند ہوتے ــــــ ہم بدعت کے ساتھ مفاہمت نہیں کرتے، بدعت کو بدعت اور کفر کو کفر کہتے ہیں، لیکن حزم و احتیاط سے ان کے ساتھ نمٹنا چاہتے ہیں کہ صحیح قلع قمع ہو جائے نہ کہ خود عالم کا آتے ہی قلع قمع ہو۔
پیوستہ رہ شجر سے...... بھائیو! ہمارے لیے یہ سال اس لحاظ سے عام الحزن ہے کہ دارالعلوم کے بانی و مربّی اور سرپرست ہم سے جدا ہو گئے، آج وہ ہم میں موجود نہیں لیکن ہم اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسباق میں کوئی حرج نہیں آیا، اور گذشتہ چند سالوں کی نسبت زیادہ امن و عافیت اور محبت و مودت سے طلبہ نے اسباق پڑھے ــــــ بدقسمتی سے میں اپنے طالبعلم بھائیوں کے ساتھ زیادہ بیٹھ نہ سکا، کچھ مسائل تھے، جماعتی مصروفیات، دفتر کی ذمہ داریاں اور دوسرے حالات رکاوٹ بن گئے تھے۔ آپ سے انتہائی التجا ہے کہ دارالعلوم آپ کی مادرِ علمی ہے، روحانی ماں ہے، روحانی باپ ہے۔ دارالعلوم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تاسیس میں طلبہ شریک تھے اور طلبہ کو اس کے ساتھ ماں باپ سے بھی زیادہ اور والہانہ محبت تھی۔ تو آپ بھی دارالعلوم سے اپنی محبت قائم رکھیں۔ اپنا تعلق، اپنا رشتہ، اس کے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ قائم رکھیں۔ بڑی بدقسمتی ہے کہ انسان اپنے روحانی ماں باپ سے لاپرواہ ہو کر تعلق کاٹ دے۔
کبھی کبھی اختلافات وقتی حالات پر مبنی ہوتے ہیں، آج ایک چیز حق دکھائی دے گی کل باطل، آج ایک رائے ہوگی تو کل دوسری۔ آج حق تک اس لیے نہیں پہنچو گے کہ کسی معاملے کا صرف ایک پہلو نظر آئے گا تو کل دوسرا رُخ بھی نظر آجائے گا تو رائے بدل جائے گی۔ اگر ایسے وقتی مسائل پر اختلافِ رائے پیدا بھی ہو جائے لیکن

روحانی تعلق اور محبت و ادب کا رشتہ دار العلوم سے نہ کاٹیں ورنہ یہ آپ کی دنیا و آخرت کی تباہی ہوگی۔ آپ کے ایک بھائی کے ناطے سے کہتا ہوں کہ واللہ یہ عقوق ہے عقوق، اور باطن کا عقوق ناقابلِ معافی جرم ہے۔ روحانی والدین اور روحانی مرکز سے عقوق دنیا و آخرت کی تباہی ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی بیٹا اپنے والدین سے عاق ہو، محبت کٹ جائے، کیا اس کے لیے نجات کی کوئی راہ ہے؟ دار العلوم کے اساتذہ کے ساتھ ہر حالت میں اپنی محبت اور تعظیم و احترام کا رشتہ اور اپنا تعلق قائم و رکھنا تاکہ دنیا کو کبھی یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ یہ کس لحاظ سے حقانیہ کا فرزند ہے کہ حقانیہ کا ایک راستہ ہے اور یہ دوسرے راستے پر جارہا ہے۔

میرے بھائیو! ہم کماحقہٗ آپ کی خدمت نہ کرسکے۔ ہم پریشانیوں اور ذمہ داریوں میں مبتلا ہیں مگر آپ سے یہی توقع ہے کہ کوتاہی سے صرفِ نظر کریں گے اور دار العلوم کے اساتذہ کے لیے، میرے لیے، مولانا انوار الحق صاحب کے لیے اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خاندان کے لیے دعا بھی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے دین کی خدمت کا کام لے اور دار العلوم کے گلستان کو قائم و دائم رکھے۔ یہ اسلام کا مرکز ہے، یہ ایک پھل دار درخت کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں ہم سے خدمت لیتا رہے۔ آمین۔

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز شب و روز روتے رہتے کہ اے اللہ! دار العلوم کے فضلاء محروم نہ رہیں، ان کے رزق اور معاش کے سلسلے میں ان کی کارسازی فرما اور ان کو ہر مقام پر سربلند رکھنا۔ تمام زندگی وہ اللہ سے ان کے لیے روتے رہے۔ پرانے فضلاء ہوں، نئے ہوں یا مستقبل میں ہونے والے فضلاء ہوں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ سب کے لیے دعا مانگتے رہتے تھے۔

فضلاء دار العلوم کی پذیرائی اس کا ثمرہ اور نتیجہ بھی ظاہر ہوا کہ آج آپ دیکھیں گے کہ دار العلوم کا فاضل جہاں بھی گیا سب پر اس کا مقام بلند رہا۔ سیاست کا میدان ہو، جہاد کا میدان ہو، تقریر، تدریس، اصلاحِ معاشرہ، خطابت، تنظیم غرض جو بھی میدان ہو ہر جگہ حقانیہ کے فضلاء سورج کی طرح روشن و سربلند ہیں۔ یہ حقانیہ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ جہادِ افغانستان کے میدان پر نظر ڈالو کہ مجاہدین سے اللہ تعالیٰ کتنا بڑا کام لیتا ہے۔ ہمارے ہزاروں علماء اس جہاد میں شریک ہوئے اور بیشمار شہید بھی ہوئے، ان کی ہر فتح حقانیہ کی فتح ہے۔

پچھلے دنوں مجاہدین میں کچھ اختلاف پیدا ہوا تھا۔ روس، چین وغیرہ سب ان کے اتحاد کو بگاڑنا چاہتے تھے، بڑی بڑی سازشیں ہوئیں۔ پاکستان کی موجودہ حکومت بھی امریکہ کے اشارے پر بھی کوشش

کرتی رہی کہ وہ متحد نہ ہوں۔ ہم پریشان تھے کہ اے اللہ! کتنی بڑی قربانیاں، کامیابیاں اور کوششیں ضائع ہو رہی ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے حقانیہ کو ایک اعزاز بخشا، اور جب انہوں نے ایک کیبنٹ بنایا تو ہمارے مولانا جلال الدین حقانی کو اس کا امیر بنایا جو ہمارے حقانیہ کا ایک نمایاں فرزند ہے۔ وہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ الحمد للہ جہاد کے میدان میں اپنی عظیم قربانیوں کی بدولت ساتوں مجاہد لیڈران کا بڑا احترام کرتے ہیں اور سب پر ان کا اثر ہے۔ افغان لیڈروں کے عبوری حکومت پر متفق ہونے کے مسئلہ میں بھی حقانی صاحب نے اساسی کردار ادا کیا اور تمام مجاہد لیڈروں نے بڑی محبت سے وہ فیصلے مان لیے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حقانیہ ہر جگہ تمہیں نمایاں کرے گا، لیکن جب تم حقیر دنیا اور ایک معمولی سکول کی مدرسی کے پیچھے پڑ جاؤ گے تو خدمت کے مواقع کھو بیٹھو گے ـــــ پچھلے سال ہمارا ایک جید ترین فاضل تھا محنتی تھا، مجھ سے بڑی محبت تھی، لیکن وہ سکول کی ماسٹری کے طوفان کی نذر ہو گیا۔ میں نے کہا بڑے بدقسمت ہو اللہ تعالیٰ نے اتنی صلاحیتیں دی ہیں تو سکول میں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ معمولی تنخواہ پر گذارہ کر لیتے پھر اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ فراخی لے آتا۔ ہمارے مجاہدین کو دیکھو، انہوں نے کتنی تکلیفیں جھیلیں، پتھروں اور ریتلوں کے ذریعے لڑتے رہے، لیکن آج روس اور امریکہ کے خزانوں کی غنیمتیں اُمڈتی آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کچھ مدت بعد فراخی کے دروازے کھول دیتا ہے۔

ایک بار پھر گذارش ہے کہ دار العلوم کے ساتھ محبت و تعلق قائم رکھیں اور اپنے آپ کو افغانستان کے جہاد سے بھی وابستہ رکھیں۔ میں نے آپ کا بہت قیمتی وقت لیا۔ میں آپ کا، سارے مہمانوں کا اور اپنے افغان مجاہدین بھائیوں اُستاد یاسر صاحب، مولانا محمد شاہ فضلی صاحب، مولانا صدیقی صاحب اور دوسرے احباب کا شکر گذار ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وفیات

مولانا تاج الدین بسمل کی شہادت | جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر حضرت مولانا تاج الدین بسملؒ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان کے گھر واقع پڈعیدن نواب شاہ، سندھ میں حد درجہ بے رحمی اور بہیمیت سے شہید کر دیئے گئے۔ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم جید عالم، علاقہ بھر کے موقر و محبوب رہنما، دینی و علمی اور سیاسی و سماجی شخصیت، جامعہ معارف القرآن